جہاد کی اہمیت وفضیلت

ابو طیب محمد اسحٰق سلفی

اگر قیامت کا آنا حق ہے اور یہ بھی جھوٹ نہیں کہ اللہ رب العزت کا وجود ہے تو مسلمانان عالم کے پاس اس وقت کیا جواب ہوگا جب قیامت کے دن پوچھا جائے گا کہ تم کروڑوں کی تعداد میں زندہ وسلامت موجود تھے۔ تمہاری قوتوں کو سلب نہیں کر لیا گیا تھا۔ تمہارے کان بہرے نہ تھے۔ تمہارے ہاتھ کٹے ہوئے نہ تھے' تمہارے پاؤں لنگڑے نہ تھے' پھر تمہیں کیا ہو گیا تھا؟ کہ تمہارے سامنے بھائیوں کی گردنوں پر دشمن کی تلواریں بس گئیں۔ وطن سے بے وطن اور گھر سے بے گھر ہو گئے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری بہنوں کی عصمتوں کو لوٹا گیا۔ خون کی ندیاں بہائی گئیں۔ آگ کے سمندر عصمتوں کی گرمی کا طوفان آپ کی ... کی آہیں بھائی کی معصوم تمناؤں کا خون تمہاری آنکھوں کے سامنے ٹپک رہا تھا اور تمہاری آنکھوں کے سامنے انسانیت کے ساتھ غیر انسانی سلوک کر کے انسانیت کے شرف کو پامال کیا گیا۔ اسلام کی آبادیاں غیروں کے قبضہ و تسلط سے پامال ہو گئیں۔ لیکن نہ تو تمہارے دلوں میں جنبش ہوئی نہ تمہارے قدموں میں حرکت ہوئی نہ تمہاری آنکھوں نے محبت و ماتم کا ایک آنسو برسایا اور نہ تمہارے خزانوں سے بخل وسرپرستی کے قفل ٹوٹے۔ تم نے آرام وچین کے بستروں پر لیٹ کر بربادی ملت کا یہ خونی تماشہ دیکھا اور بے درد تماشائی کی طرح بے حس وحرکت تکتے رہے۔ جو سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر ڈوبتے ہوئے جنددوں اور بہتی ہوئی لاشوں کا نظارہ کر رہا ہو اتنے دردناک مناظر دیکھ کر تو سچے مسلمان کا ذہن ماؤف ہونے لگتا ہے۔ کہ اتنے دردناک مناظر کہیں عورتوں کی عزتوں کے ساتھ کھیلا جاتا ہے اور ان کی عصمتوں کو تار تار کیا جا رہا ہے اور کہیں شیر خوار بچوں کو نیزوں کے ساتھ چھلنی کیا جا رہا ہے۔ کہیں بوڑھے ضعیفوں کے سامنے ان کے نوجوان بیٹوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

حضرات گرامی! یہ انسانیت کے ساتھ سرعام ظلم ہو رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اور اس کا سدباب کیا ہے؟ جب ہم اس پر غور کریں گے کہ اس کی وجہ کیا ہے تو یہ بات آشکارا ہو جائے گی کہ یہ ہماری کمزوری ہے یہ کمزوری ترک جہاد ہے کہ ہم نے جہاد کو پس پشت ڈال دیا تو ہم ذلیل وخوار ہو گئے اور غیر مسلموں کے سامنے ہم کو جھکنا پڑا۔ کیونکہ جب ہم نے ان کے اس ظالمانہ رویے کو روکنے کیلئے جہاد کا راستہ اختیار نہیں کیا تو وہ ہمارے اوپر ظلم کی دھجیاں برسانے لگے۔ ہم پر آگ کے شعلے بھڑکانے لگے اور زمین میں فساد پھیلانے لگے۔ یہ برحق ربانی فیصلہ ہے۔ کہ جب جہاد نہ ہو تو زمین میں فساد پھیل جاتا ہے۔ قرآن حکیم میں مذکور ہے۔

ولو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت الارض ولكن الله ذوا فضل على العالمين

اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو بعض سے دفع نہ کرتا تو زمین میں فساد پھیل جاتا لیکن اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر بڑا فضل وکرم کرنے والا ہے۔

حضرات محترم! ہماری حالت کیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ جرم ہوتا ہوا دیکھتے ہیں لیکن ہم پھر بھی راہ جہاد سے فرار ہونے کے بہانے تلاش کر رہے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ پہلے جہاد بالنفس کرو پھر جہاد بالشیطان پھر جہاد بالدنیا پھر جا کر دشمن سے جہاد ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے نفس سے جہاد کرو۔ اس میں کامیاب ہو جاؤ تو پھر شیطان سے جہاد کرو۔ اسمیں کامیاب ہو جاؤ تو پھر دنیا سے جہاد کرو' اس میں اگر کامیاب

ہو جاؤ تو پھر دشمن سے جہاد کرو۔ قابل غور بات ہے کہ اللہ کے بندو! اللہ کے رسول کے ساتھ جو لوگ مسلمان ہوتے تھے کہ رسول پاکؐ بھی جہاد کیلئے ان پر ایسی شروط و قیود لگاتے تھے۔ ہرگز نہیں....... فتح مکہ کو ہی لے لیجئے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر دس ہزار آدمی آئے تھے۔ گھنٹے آدھے گھنٹے میں بارہ ہزار مجاہد ہو گئے۔ ان کی نبی علیہ السلام نے نماز ابھی درست نہیں کی ان کا سب کچھ ابھی اسی طرح تھا۔ آپؐ نے فرمایا چلو جنگ حنین میں چلو۔ اسی طرح ان کو ساتھ لے گئے۔ کب انہوں نے نفس کے ساتھ جہاد کیا تھا؟ کب انہوں نے شیطان کے ساتھ جہاد کیا تھا؟ کب انہوں نے دنیا کے ساتھ جہاد کیا تھا؟ اللہ کے بندو! جب لڑنے کا وقت ہے تم کہتے ہو نفس کے ساتھ جہاد کرتے رہو۔ یہ بات بھی اقبال ہی کہہ گیا تھا کہ

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محراب مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

کہ اٹھنے کا وقت ہے تم کہتے ہو سجدہ کرو۔ بھئی صحیح بات تو یہ ہے کہ اٹھنے کا وقت ہے تو اٹھو جب سجدے کا وقت ہے تو سجدہ کرو۔

یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جو لوگ جہاد میں جاتے ہیں وہ نفس سے جہاد نہیں کرتے وہ شیطان کے ساتھ اور دنیا کے ساتھ جہاد نہیں کرتے اور جہاد صرف وہی کرتا ہے جو ایک کٹیا میں بیٹھ کر حق ہو اللہ ہو کی ضربیں لگاتا رہتا ہے یہ شیطان کا ان بھائیوں کو دھوکا ہے۔ کیونکہ شیطان تو مسلمانوں کا دشمن ہے اور وہ تب ہی خوش رہتا ہے جب انسان اللہ کی فرمانبرداری نہ کریں بلکہ اللہ کے حکموں کی نافرمانی کریں۔ میرے بھائیو! ہم نے شیطان کو خوش نہیں کرنا بلکہ اس شیطان مردود کے خلاف جہاد کرنا ہے کیونکہ وہ ہمیں امور الٰہیہ اور صراط مستقیم سے ہٹا کر ہم کو بھی اللہ کی نافرمانی پر لگانا چاہتا ہے۔ نسائی شریف میں ایک حدیث آتی ہے۔

کہ آدم کا بیٹا اللہ کی راہ میں مسلمان ہونے کے لئے نکلنے لگا شیطان نے کہا کیا کرتا ہے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑتا ہے ابن آدم کہتا ہے جا میں تیری بات نہیں مانتا۔ ابن آدم مسلمان ہو گیا اب ہجرت کرنے کی باری آئی گھر چھوڑنے کی منزل آئی۔ شیطان مردود درمیان میں حائل ہو گیا۔ کہنے لگا اللہ کے بندے ان گلیوں میں تو کھیلتا رہا۔ یہاں تیری مجلس ہے یہاں تیرے چاہنے والے ہیں تو اس زمین کو چھوڑے گا تو بے وطن ہو جائے گا۔ ابن آدم نے کہا میں نے تیری بات نہیں مانی۔ ابن آدم ہجرت کی منزل بھی طے کر گیا اب جہاد کے لئے نکلنے لگا۔ شیطان پھر راستے میں آ کر بیٹھ گیا اور کہتا ہے مارا جائے گا۔ نسائی شریف کے الفاظ ہیں **تقتل** تو مارا جائے گا۔ تیری بیوی سے دوسرے نکاح کر لیں گے بچے تیرے یتیم ہو جائیں گے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا وہ شیطان کی بات کو ٹھکرا کر پھر نکل جاتا ہے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا جس شخص نے یہ کام کیا اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے کہ وہ اس کو جنت عطا فرمائے گا اگر شہید ہو گیا راستے میں بیمار ہو کر مر گیا ڈوب گیا راستے میں سواری سے یا ایکسیڈنٹ کے ذریعے مر گیا پھر اللہ تعالیٰ اسے جنت عطا فرمائے گا۔

اس حدیثؐ سے پتہ چلتا ہے کہ شیطان ہم کو ہر راستے میں اللہ کی نافرمانی پر لگانا چاہتا ہے اور آجکل تو حالات ناسازگار ہیں مسلمانوں کے اوپر ہر طرف سے غیر مسلم طاقتیں یلغار کئے ہوئے ہیں ایسے حالات میں اگر اسلام کے مجاہدوں کو اگر صرف کفر کی طاقتوں سے ہی مقابلہ درپیش ہوتا تو زیادہ مشکل نہ تھا مگر افسوس کہ اسلام کا نام لینے والے کچھ فضیلت ماب بزرگ بھی ان کے راستے کا پتھر بن کر سامنے آ کھڑے ہوئے جنہوں نے نہایت خلوص کے ساتھ اپنے علم اور تقدس کا سارا زور یہ ثابت کرنے پر لگا رکھا ہے کہ موجودہ زمانے میں کفار کے ساتھ ہونے والا جہاد قرآن و سنتؐ کے خلاف ہے اور یکسر ناجائز ہے ان حضرات نے جہاد کے لئے ایسی ایسی شرطیں ایجاد فرمائیں جو اس وقت پوری ہو ہی نہیں سکتیں اور جن کا صاف مطلب یہ ہے کہ کفار کے خلاف ہاتھ مت اٹھاؤ ان کی غلامی پر ہی قانع رہو حقیقت یہ ہے کہ کفار مسلمانوں سے لٹ کر جہاد کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکے جتنا اسلام کا نام لینے والے ان فضلاء کے پیدا کردہ شکوک وشبہات نے پہنچایا ہے۔

حضرات گرامی: یہ بات مانے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ کافروں کے ساتھ قتال کرنا تو نبی علیہ السلام کی سنت ہے قتال کا حکم اللہ رب العزت۔ امام المجاہدین حضرت محمد الرسول اللہؐ کو بھی علیہ اسلام نے فرمایا کہ:

امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یشھدوا ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداالرسول اللہ ویقیموا الصلوۃ و یو تو الزکوٰۃ فاذ افعلوا

ذلک عصموا منی دمائھم واموالھم الابحق الاسلام و حسابھم علی اللہ (بخاری کتاب الایمان ومسلم کتاب الایمان)

ترجمہ: میں حکم دیا گیا ہوں یہ کہ میں لوگوں کے ساتھ جہاد کروں (آگے جہاد کا فلسفہ بیان کیا ہے) یہاں تک کہ لوگ گواہی دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں اور وہ نماز قائم کرلیں اور زکوٰۃ ادا کریں جب یہ کام کرلیں گے تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لئے مگر اسلام کے حق کے ساتھ اوران کا حساب اللہ کے ذمے ہے۔

حضرات گرامی! قابل غور بات ہے کہ جس کام کا نبی علیہ السلام کو بھی حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو بھی حکم دیا گیا ہے کہیں ہم قتال کو ناپسند جانتے ہوئے اس زمرے میں نہ آجائیں جو اللہ پاک نے فرمایا: تم پر قتال فرض کردیا گیا اور وہ تجھ کو ناپسند ہے یہ بات نہ ہو کہ تم ناپسند جانو۔ ایسی چیز تو جو تمہارے لئے بہتر ہو۔ (البقرہ آیت نمبر ۲۱۶)

حضرات گرامی: ہمارے لئے نمونہ نبی علیہ السلام کی زندگی ہے اور صحابہ کرامؓ کی زندگی بھی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ وہ صحابہ کرامؓ تو جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور جہاد کے لئے اپنی اولاد اپنے والدین اپنا علاقہ چھوڑ دیتے تھے اور جب بھی نبی کریمؐ ان کو جہاد کی ترغیب دیتے تو وہ بغیر بہانے کے اللہ کی راہ میں نکل جاتے تھے۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن رسول اللہؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کافروں سے جو آدمی بھی ڈٹ کر ثواب سمجھ کر آگے بڑھ کر لڑے گا اور شہید ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اسے ضرور جنت میں داخل فرمائے گا۔ آپؐ نے قتال پر ابھارتے ہوئے یہ بھی فرمایا:

اس جنت کی طرف اٹھو جس کی پہنائیاں آسمان اور زمین کے برابر ہیں (آپ کی یہ بات سن کر) عمیر بن حمام نے کہا بہت خوب بہت خوب رسول اللہؐ نے فرمایا تم بہت خوب کیوں کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! اے اللہ کے رسولؐ اس کے علاوہ کوئی بات نہیں مجھے توقع ہے کہ میں اس جنت والوں میں سے ہوں گا۔ آپؐ نے فرمایا تم بھی اس جنت والوں میں سے ہو اس کے بعد وہ اپنے توشہ دان سے کچھ کھجوریں نکال کر کھانے لگے پھر بولے اگر میں اتنی دیر تک زندہ رہا کہ اپنی یہ کھجوریں کھالوں تو یہ تو زندگی لمبی ہو جائے گی چنانچہ ان کے پاس جو کھجوریں تھی انہیں پھینک دیا۔ پھر مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ (مسلم شریف کتاب الامارۃ)

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے اندر جذبہ جہاد کتنا تھا۔ صحابہ کرامؓ تو جہاد کے میدان میں اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ عصوبتوں اور تکلیفوں کو برداشت کر لیتے تھے لیکن میدان جہاد سے بھاگتے نہیں تھے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ بدر کے دن جب میں نے ابوجہل پر یلغار کی اور نصف پنڈلی سے اس کے پاؤں کو کاٹ دیا' ادھر اس کے بیٹے عکرمہؓ (جو ابھی مسلمان نہیں تھے) نے میرے کندھے پر تلوار چلائی جس سے میرا ہاتھ کٹ کر میرے بازو کے چمڑے سے لٹک گیا اور لڑائی میں مخل ہونے لگا میں اسے اپنے ساتھ گھسیٹے ہوئے سارا دن لڑا لیکن جب وہ اذیت پہنچانے لگا تو میں نے اس پر اپنا پاؤں رکھا اور اسے زور سے کھینچ کر الگ کر دیا (سیداعلام النبلا صفحہ ۲۵۰)

حضرات محترم! ایسے مجاہدین جو اللہ کی راہ میں اپنے تن من کو قربان کر دیتے ہیں اور اس دھوکہ فریب کی دنیا سے ناطہ توڑ کر اللہ کے راستے میں کفار کے ساتھ لڑنے کیلئے نکل جاتے ہیں تو اللہ کیوں نہ ان کی صفات خوبیاں اور رعنائیاں کو اپنی لاریب کتاب میں ذکر فرمائے۔ ارشاد ربانی ہے:

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال و دولت کو اس عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ جنت عطا فرمائے گا۔ یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں وہ (دشمنوں کو) قتل کرتے ہیں اور (خود) شہید ہو جاتے ہیں۔ اللہ کا یہ وعدہ تورات انجیل اور قران کی رو سے بالکل سچا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے عہد کا پورا کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟ تم کو اس کو اپنے سودے پر جو تم نے اللہ سے کیا ہے خوشخبری ہو اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ یہ (مومن مجاہد) توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد و ثناء کرنے والے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے سفر کرنے والے لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینے والے برائی سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ایسے مومنوں کو آپ خوشخبری سنا دیجئے (التوبۃ ۱۱۱-۱۱۲)

یہ اللہ رب العزت نے مومن مجاہدوں کی صفات کو بیان کیا ہے جس مومن مجاہد میں بھی یہ رعنائیاں اور خوبیاں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں بھی ارفع مقام سے نوازے گا اور اس مومن مجاہد کو اللہ تعالیٰ کل قیامت کے دن جنت میں سو درجے عطا فرمائے گا' بخاری شریف میں آتا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کر رکھے ہیں۔ دو درجوں کے درمیان میں اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے اندر فاصلہ ہے (بخاری کتاب الجہاد)

یہ ہے مجاہد کی فضیلت اور برتری جو اللہ نے مجاہد فی سبیل اللہ کو عطا فرمائی۔ بلکہ اللہ رب العزت تو اتنے غفور رحیم ہیں کہ جو بھی انسان اللہ کے راستے میں نکل جاتا ہے اور اس مومن مجاہد پر جو گرد و غبار پڑتی ہے اللہ تعالیٰ تو اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتے ہیں۔ حضرت ابو عبسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا جس شخص کے قدموں پر جہاد کے راستہ پر چلنے کی وجہ سے گرد و غبار پڑی اس پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی۔ (بخاری کتاب الجمعۃ)

اللہ رب العزت اور رسول اکرمؐ نے جہاد کی اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی بڑی فضیلت بیان کی ہے اس لئے صحابہ کرامؓ بلکہ صحابیہ عورتیں ان میں بھی جہاد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور یہ صحابیہ عورتیں اپنی اولاد کو جہاد پر بھیجنے کے لئے یہ خیال نہیں کرتی تھیں کہ یہ میرے جگر گوشے ہیں اور دل کے ٹکڑے ہیں بلکہ ان کو اپنی اولاد سے زیادہ رسول اکرمؐ کے فرمان کی ساتھ زیادہ والہانہ محبت تھی اس لئے وہ رسول اللہؐ کے فرمان پر اولاد کو جہاد پر بھیجنے سے دریغ نہیں کرتی تھیں۔ حضرت خنساء کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے چار بیٹے تھے جنگ قادسیہ میں انہوں نے اپنے چاروں بیٹوں کو پاس بلا کر نہایت فصیح و بلیغ خطبہ دیا اور کہا پیارے بیٹو تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے اور ہجرت کی اللہ کی قسم کہ تم جس طرح ایک ماں کے پیٹ سے ہو اسی طرح ایک باپ کے بیٹے ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو ذلیل کیا اور نہ تمہارے حسب و نسب میں داغ لگایا۔ جو ثواب اللہ تعالیٰ نے کافروں سے لڑنے میں مسلمانوں کے لئے رکھا ہے تم اس کو خود جانتے ہو خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے۔ اس دار فانی سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' مسلمانو صبر کرو اور استقامت سے کام لو اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو۔ کل جب خیریت سے صبح کرو تو تجربہ کاری کے ساتھ اللہ سے نصرت کی دعا مانگتے ہوئے دشمنوں پر جھپٹ پڑنا اور جب دیکھنا کہ لڑائی زوروں پر ہے اور ہر طرف اس کے شعلے بلند ہو رہے ہیں تو تم خاص آتشدان جنگ کی طرف رخ کرنا اور جب دیکھنا کہ فوج غصے سے آگ ہو رہی ہے تو غنیم کے سپہ سالار پر ٹوٹ پڑنا۔ اللہ کرے کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور آخرت میں عزت پاؤ (اللہ الغالبۃ)

صبح کو جنگ چھڑتے ہی خنساء کے چاروں بیٹے یکبارگی دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے چاروں شہید ہوئے خنساء کو جب خبر ملی تو انہوں نے کہا "الحمد اللہ" کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ میرے چاروں بیٹے اس نے قبول فرمائے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے بیٹوں کو جنت میں جمع کرے گا (انشاء اللہ)

یہ عورتوں میں جذبہ تھا حقیقی بات یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں جذبہ ہو تو اللہ رب العزت اپنے غیبی خزانوں سے مدد فرماتے ہیں' دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ ایسے مجاہدین جن کے دل میں جذبہ جہاد اور ان کا مقصد رضائے الٰہی ہو ان کے لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی خیر خواہی عطا کرتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر جنت عطا فرمائے گا۔ اس کی مثال حضرت عمرؓ کے دور میں جب مسلمان مدائن پر حملے کرنے کے لئے گئے تو ایرانی سپاہ نے مدائن کے قریب دجلہ کا پل توڑ دیا تا کہ لشکر اسلام آگے نہ بڑھ سکے لشکر جب دجلہ کے پاس پہنچا تو دریا عبور کرنے کیلئے کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ لشکر کے سپہ سالار حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے اللہ کا نام لے کر اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا۔ انہیں دیکھ کر سارا لشکر دریا میں اتر گیا اور اطمینان سے دریا عبور کر لیا۔ ایرانی یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ بے اختیار پکار اٹھے "دیو آمدند دیو آمدند" کہ ہماری طرف دیو اور جنات بڑھ رہے ہیں جو دریاؤں میں پیدل مارچ کرتے ہیں۔ اسی لشکر میں شریک ایک مجاہد کا پیالہ دریا میں گر گیا اس نے پیالہ پکڑنے کی کوشش نہ کی بلکہ اللہ سے دعا کی کہ اللہ میرا پیالہ مجھے ملنا چاہئے جب وہ مجاہد کنارے پر پہنچا تو ہوا اور دریا کی لہروں نے وہ

پیالہ مجاہد کے آگے لا ڈالا اس نے اپنے نیزے کے ساتھ وہ پیالہ اٹھایا اور لشکر کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھا۔ (دلائل النبوۃ اصبہانی)

حضرات محترم! یہ تھے ان مجاہدین کے فضائل و مناقب جنہوں نے اپنے تن من کو دین کے لئے وقت کر دیا اور ان کا مقصد رضائے الٰہی اور دنیا کے لوگوں کو جو گمراہی اور ضلالت کے پنجے میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو دشمن کے وار سے نکالنا۔ بقول شاعر

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلمان اسی لئے نمازی

شہید کی فضیلت

یہ بات تو دنیا کے مشاہدے میں بھی ہے کہ جو کسی کا یا کسی کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کوئی کام کرتا ہے تو اس کو وہ اس کا بدلہ دیتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اس کو پورا بدلہ دیتا ہے یا نہیں لیکن اگر کوئی انسان اللہ کی رضا کو طلب کرتے ہوئے خالص نیت کے ساتھ اللہ کے راستے میں نکل جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو بغیر حساب کے اجر عطا کر دیتا ہوں۔ اب یہ بات معلوم کرنی ہے کہ اللہ کی رضا اور خالص نیت انسان کی کیسے معلوم ہوتی ہے؟ تو جب ہم اس بات کو سوچنے کے لئے اپنے ذہن پر زور دیں گے تو نتیجہ یقیناً یہی نکلے گا کہ جو انسان اپنے مال و دولت کو چھوڑ کر اپنے بہن بھائیوں کو چھوڑ کر اپنے دوستوں اور اپنے اقرباء کو چھوڑ کر اللہ کے راستے میں شہید ہونے کی تمنا کرتا ہے اور پھر اس کی تمنا پوری بھی ہو جاتی ہے تو اس آدمی سے بڑھ کر اور کس میں اللہ کی رضا اور خالص نیت ہو سکتی ہے۔

حضرات! ایسا انسان جس کا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے وہ شہید ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ فرشتے اس آدمی پر اپنے پروں سے سایہ فگن ہوتے ہیں۔ بخاری شریف میں آتا ہے:

حضرت محمد بن منکدر بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت جابرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ احد کے روز میرے والد کی میت رسول اللہ ﷺ کے سامنے لائی گئی۔ کافروں نے ان کے جسم کا مثلہ کر دیا تھا۔ میں اپنے والد کے چہرے سے بار بار پردہ ہٹاتا تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا تو اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی پتہ چلا کہ وہ مقتول کی بیٹی یا بہن تھی۔ آپ ﷺ نے اس سے ارشاد فرمایا کیوں روتی ہو؟ شہید عبداللہ پر تو رب کے پاکیزہ فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ (بخاری کتاب الجہاد)

یہ تو وہ شہید تھا کہ جس کے اوپر اللہ کے نورانی فرشتے اپنے پروں سے سایہ کئے ہوئے تھے۔ بلکہ شہید کی تو اتنی فضیلت ہے ذرا غور کیجئے! کہ آج اگر کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کا غسل کرانے کیلئے ایک آدمی رکھا ہوتا ہے وہ اس کو غسل کراتا ہے لیکن اس کے برعکس ایک شہید وہ ہے کہ جس کو اللہ کے مقدس فرشتوں نے غسل دیا۔

حضرت حنظلہ بن عبداللہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب یہ احد کے دن صبح کی نماز پڑھ چکے تو اپنے گھر گئے نئی نئی شادی ہوئی تھی اپنی بیوی سے ملاقات کی غسل واجب ہو گیا اچانک کافروں کے حملے کا اعلان ہو گیا اسی ہنگامی صورت میں انہیں غسل کا موقع نہ مل سکا اور بلا توقف روانہ ہو گئے اور میدان جہاد میں کود پڑے اور انتہائی دلیری سے لڑتے ہوئے اس بات کا دوسروں کو سبق دیتے ہوئے:

شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے

شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ فرشتے حنظلہؓ کو غسل دے رہے ہیں ان کی بیوی سے دریافت کیا انہوں نے سارا ماجرا سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اسی لئے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے (مستدرک حاکم ۳/۲۰۱) اور نبی علیہ السلام نے شہید کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ شہید کو چھ عالی شان انعام سے نواز جائے گا (۱) پہلے ہی لمحے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو جنت میں ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے (۲) عذاب قبر سے محفوظ کیا جاتا ہے (۳) قیامت کی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے (۴) شہید کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے اور اس تاج کا فقط ایک ہی یاقوت (موتی) دنیا اور جو اس دنیا میں سب سے قیمتی ہے۔ (۵) بہتر حوروں سے اس کی شادی کی جاتی ہے۔ (۶) شہید کے ۷۰ رشتہ داروں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی فضائل الجہاد، ابن ماجہ کتاب الجہاد)

اور بھی شہید کی اللہ رب العزت نے اور امام المجاہدین ﷺ نے بہت سی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو شہادت کی موت نصیب فرمائے۔ (آمین)